اسلام میں غلامی

سرکار حکیم الامت علامہ ہندی طاب ثراہ

(آخری قسط)

اسلام حقیقی محسن ہے

تمدن اسلامی نے اقوام عالم پر تیرہ سو سال جو مادی احسان کیا ہے وہ اس صورتی امتناع بردہ فروشی سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ اس نے تمام بنی نوع انسان میں حریت، مساوات وعدالت کا قانون جاری کر کے ایک صف میں سب کو جگہ دی ہے۔

مورخین مسیحی کی شہادت

گاڈفری ہنگس کہتے ہیں کہ انسانوں کی بدقسمتی ہے کہ نہ عیسیٰؑ نے نہ محمدؐ نے انسداد غلامی کو مناسب سمجھا۔ اگر شاید کہا جائے کہ جب انھوں نے اپنے مریدوں کو ہدایت کی کہ اوروں سے اسی طرح پیش آؤ جس طرح کہ تم چاہتے ہو کہ وہ تم سے پیش آئیں تو اس حکم سے گویا انھوں نے غلامی کو منسوخ کر دیا، تو یہ تعریف کے لائق ہے، مگر بدقسمتی سے تجربے میں صحیح نہیں۔ خانہ زاد غلامی اسلام کے یہاں بے شک ایسی ہے کہ اس میں عذر کی گنجائش نہیں، مگر ان بے رحموں سے جو ملک افریقہ کی تجارت کی غلامی اور ویسٹ انڈیز کی نئی آبادیوں میں ہوتی ہے اس کو کیا نسبت ہے! ہم نے روم، یورپ، کنٹری کے پادریوں اور انجمنوں اور پوپ کے تمام فتووں اور مسئلوں اور مذہبی قانون وغیرہ کا تذکرہ خوب سنا ہے مگر یہ بھی نہ سنا کہ ان شخصوں نے اس سبب تجارت کے خلاف کوئی اعلان کیا ہو۔ بتلاؤ کوئی فرمان ہو یا قانون یا کام انجمن کا؟ خود روم اور کینیڑ بری کے پادری اس خطاب یعنی اپنے پیروؤں کی شہوت پرستی کے ذریعہ بننے کے مستحق ہیں جس کو محمدؐ کی طرف منسوب کرتے ہیں، اس لئے کہ تجارت مذکور کی بے رحمی کے صاف ثابت ہونے کے بعد انھوں نے ان لوگوں کو اپنے فرقہ سے علاحدہ نہ کیا جو اس میں مصروف تھے۔ چنانچہ ہر فرقہ کو اس نے کہہ دیا تھا۔ مجھ کو معلوم ہے کہ وہ چرب زبانی سے یہ جواب دیں گے کہ ایک آدمی کو صرف غلاموں کے مالک ہونے کی وجہ سے ہم خارج نہیں کر سکتے۔ کیونکہ غلامی کا جائز ہونا غالباً انجیلوں میں اور صحیفوں کے ہر صفحہ میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ جہاں کہیں لفظ ''سروس'' ہے اس کے لفظی معنی اس شخص کے جو بازار میں خریدا گیا ہو یا فروخت ہوا ہو۔ مگر چونکہ لفظ ''معتق'' یعنی غلام آزاد شدہ بمنزلہ کرایہ کے خادم کے ہے اس لئے غلام کی جگہ خادم بولا گیا۔ لیکن خانہ زاد غلامی کو بدقسمتی سے عیسائیوں میں جائز سمجھا جائے تو یہ نتیجہ کسی طرح نہیں نکلتا کہ افریقہ کی تجارت غلامی کی اجازت دے گئی ہو، جس کی قباحتوں کا متقدمین کبھی گمان نہ کر سکے ہوں گے اور ہر بات میں عیسائیوں کی خانہ زادی غلامی سے مختلف ہے۔ گو کہ محمدؐ نے اس قبیح رسم کو منسوخ نہیں کیا تاہم آپ نے اس کو بالکل نظرانداز بھی نہیں کیا کیونکہ یہ فرمایا کہ سب مسلمان بھائی ہیں اور کسی شخص کو اپنا بھائی غلامی میں نہ رکھنا چاہئے آپ نے اس کہنے سے گویا بہت سے آدمیوں کو

آزاد کر دیا تھا تو اس معاملے میں محمدؐ نے اس قدر نہیں کیا جس قدر آپ کو کرنا چاہئے تھا(۱) مگر آپ نے کچھ تو کیا اور نہ کرنا کرنے سے بہتر ہے۔ اور ہر چند اس سے بعض لوگوں کو غالباً ترغیب ہوئی ہوگی کہ اپنے کو عقیدت مند مریدوں میں داخل کریں جس کی وجہ سے ایک زمین دار عیسائی جو مذبح کے جلتے کوئلے کی حرارت سے بھڑکا ہوا ہے اس پر لعن طعن کرے گا اور اس کو برے محل پر عمل کرے گا تاہم اس کے ذریعہ سے لاکھوں آدمی خواری وذلت سے بچ گئے۔ دوسری ترمیم غلامی کی یا دفعیہ اس کی برائیوں کا شروع میں پایا جانا ہے، یہ ہے کہ غلاموں کی فروخت میں والدہ بچوں سے کسی طرح پر جدا نہ کی جائے۔ اور یہ جرم ویسٹ انڈیا والے ہر روز کرتے ہیں اس قسم کا قاعدہ انجیلوں میں نہیں دیکھا ہے۔ اس لئے محمدؐ نے اس قاعدہ کو نقل انجیل سے نہیں کیا۔ ویسٹ منسٹر ریویور میں لکھا ہے کہ محمدؐ کا قاعدہ غلام کرنے کا یہ تھا کہ اگر غلام تمہارے پاس آئے تو تم ان کو علی رؤس الاشہاد فروخت نہ کرو کو کوئی دعوے دار پیدا نہ ہو جیسا کہ نویں صدی کے عیسائی انگلستان کے صوبوں میں قاعدہ رہا ہے۔ بلکہ آزاد کر دو اور یہ ممنوع ہے کہ ان کو دوسروں کے حوالہ کر دو اور آپ محمدؐ عرب کے ویرانوں میں ساتویں صدی میں تھے (دیکھو ویسٹ منسٹر ریویور نمبر ۹ ص ۲۲۱) قرآن مجید میں ارشاد ہے : ''والذین یتبعون الکتاب مماملکت ایمانکم فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا واتوھم من مال اللّٰہ الذی اتیکم۔

یہ بات میں نے انجیلوں میں نہیں پائی۔ ہسپانیہ (Spain) کے لالچی لوگ بھی کیولیسا میں اپنے غلاموں کی نسبت ایسی ہی تدبیر پر عمل کرتے تھے جس سے وہ اپنے آپ کو رفتہ رفتہ آزاد کر دیں۔ مسٹر بارتھ سورا سمتھ اپنی کتاب محمدؐ اینڈ محمڈن ازم لا میں لکھتے ہیں کہ اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ غلام کی نسبت اسلام نے کیا کیا۔ چنانچہ اس میں کلام نہیں ہوسکتا کہ اس باب میں بھی ترقی کی جانب قدم بڑھایا گیا بلکہ عورتوں کے باب میں جو قانون بنایا اس کی نسبت غلامی کے معاملے میں زیادہ ترقی کی گئی۔ بے شک محمدؐ نے غلامی کو بالکل نہیں مٹا دیا۔ کیونکہ ملک کی موجودہ حالت کے لحاظ سے ایسا کرنا نہ تو مناسب تھا اور نہ ممکن ہی تھا۔ لیکن انھوں نے لوگوں کو غلاموں کو آزاد کرنے کی رغبت دی اور یہ اصول قرار دیا کہ جو قیدی مسلمان ہو جائے وہ آزاد سمجھا جائے اور اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ کی کہ انھوں نے حکم دیا کہ کوئی آزاد شدہ غلام کو اس سبب سے کہ اس نے محنت ومشقت سے ایک دیانت داری اور عزت کی زندگی بسر کی ہے، ذلیل نہ سمجھا جائے اور ان کی نسبت جو غلامی کی حالت میں ہوں یہ حکم دیا کہ ان کے ساتھ مہربانی اور ملائمت کی جائے۔ چنانچہ انھوںؐ نے اپنے آخری الوداعی خطبہ میں جو اپنی وفات سے ایک سال پیشتر مقام منیٰ میں پڑھا تھا کہا کہ اے مسلمانو تم غلاموں کو ویسا ہی کھانا کھلاؤ جیسا کہ تم خود کھاتے ہو اور ویسا ہی کپڑا پہناؤ کہ جیسا تم خود پہنتے ہو۔ کیونکہ وہ بھی خدا کے

(۱) اس الزام کی تردید ایک دوسرے عیسائی مورخ کے قلم سے آپ کی نظر سے گذرے گی اور خود مصنف طاب ثراہ نے بھی اس کا جواب آخر میں تحریر فرمایا ہے اس لئے یہاں اس کی ردضروری نہیں سمجھی گئی۔

بندے ہیں، ان کو ستانا نہیں چاہئے۔ بس ایک غلام جو قانون اور ایسے اعلیٰ درجہ کے احکام مذہبی کی حفاظت میں ہو، وہ ان معنوں کے لحاظ سے جو لفظ غلام کے اس زمانہ میں سمجھے جاتے ہیں، غلام نہیں کہا جا سکتا جیسا کہ میں اوپر کہہ چکا ہوں۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ وہ لفظ جس کا ترجمہ غلام ہے قرآن مجید میں کہیں نہیں آیا۔ جو جملہ قرآن مجید میں استعمال کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ جو تمہارے داہنے ہاتھ کے قبضہ میں ہیں، جس کے معنی صرف یہ ہیں کہ جو واجب طور کی لڑائی میں قید ہو کر آئے اور اس طرح سے اپنی آزادی سے محروم ہو گئے ہوں۔ قیدی اگر مسلمان ہو جاتے تھے تو ان کی نسبت یہ حکم تھا کہ آزاد کر دیئے جائیں۔ لیکن اگر اپنے مذہب پر قائم رہتے تھے تو آپ کا حکم اپنے معتقدوں کے لئے یہ تھا کہ پھر بھی تم ان کو اپنا بھائی سمجھو، انھوں نے فرمایا کہ جو مالک اپنے غلام سے مہربانی کرے وہ مقبول خدا ہوگا۔ اور جو اپنے اختیار کو بری طرح اسے استعمال میں لائے یعنی غلاموں کو ستائے وہ داخل بہشت نہ ہوگا۔ ایک مسلمان نے ان سے سوال کیا کہ جو میرا غلام مجھے ناراض کرے اور اسے کتنے بار معاف کر دینا چاہئے۔ نبیؐ عربی نے جواب دیا کہ ایک روز میں ستر دفعہ۔ محمدؐ نے ایک نیم شائستہ ریاست کے سردار کی طرح قیدی عورتوں کو حرم بنانا جائز رکھا لیکن وہ عورت جس کی اس طرح پر اولاد ہو جائے اس کی نسبت یہ حکم دیا کہ وہ اولاد سے جدا نہ کی جائے اور پھر بیچی نہ جائے بلکہ مالک کے مرجانے کے بعد آزاد سمجھی جائے۔ یہ رحیمانہ قوانین جیسی کہ امید کی جاسکتی ہے قوانین شریعت موسوی کے موافق ہے لیکن بہت سی باتوں کے لحاظ سے ان سے بہتر ہیں بلکہ ایسے ہیں کہ کسی یوروپین یا امریکہ بردہ فروش سلطنت نے اپنے مجموعہ قوانین میں اس وقت تک رائج نہیں کئے تھے۔ جیسا کہ عیسائیت کی فوج نے غلامی کو بالکل نیست و نابود کر دیا۔ مثلاً ایک یہودی قوم کا آدمی جب غلام ہو جاتا تھا تو اس کی نسبت شریعت موسوی کا یہ حکم تھا کہ جب وہ اپنی غلامی کا زمانہ پورا کر لے تو آزاد سمجھا جائے لیکن وہ عورت جس سے اس کے مالک نے شادی کر لی ہو مع بال بچوں کے اس سے جدا کر لی جائے اور وہ غلام ہی رہیں۔ جو مسلمان مالک اپنے غلام پر بلا وجہ خفا ہو اس پر واجب ہے کہ اس کو آزاد کر دے مگر بخلاف اس کے کہ اگر کوئی یہودی اپنے غلام کو یہاں تک ستائے کہ اس کو جان سے مار ڈالے تو اس کے لئے ایک سزا کا حکم تھا۔ لیکن اگر وہ اپنی سزا کی حالت میں ایک یا دو دن تک زندہ رہے تو بالکل چھوڑ دیا جائے۔ جیسا انگریزی ترجمہ انجیل میں خوفناک الفاظ میں اس مطلب کو یوں ادا کیا گیا کہ غلام اپنے مالک کا روپیہ ہے جس طرح چاہے اسے استعمال کرے۔ امریکہ کی ان سلطنتوں میں جن میں غلامی جائز تھی غلام کو کوئی حق قانونی حاصل نہ تھا۔ اگر کوئی مالک اپنی لونڈی سے نیک برتاؤ کرتا تھا تو یہ صرف اس کی انسانیت سمجھی جاتی تھی نہ کہ اسلام کی طرح کہ اس کے (یعنی مالک کی) نہایت عروج کی حالت میں بھی عدالت کو جائز تھا کہ اس غلام پر مہربانی کرنے کے لئے مجبور کر سکے۔ تمام انسانوں کا خدا کی نظر میں برابر ہونا ایک ایسا اصول تھا جس پر محمدؐ نے ہر مقام پر زور دیا ہے اس طرح پر چونکہ یہ اصول غلامی کی نسبت وغیرہ کے خیال کو مٹا دیا تھا اس لئے غلامی کی ذلت کو بھی دفع کر دیا۔

محمدؐ کے نزدیک محبت کرنا ذلت کا موجب نہ تھا اور ملک عرب کی رسم غلامی اگرچہ اصولاً ہمیشہ برا کہنے کے لائق ہے، لیکن اس وجہ سے غلامی سے ایک زیادہ مستحکم اور زیادہ تعلق ہو گیا جو گھر میں دوسرے لوگوں سے خدمت لینے کے اس طریقہ سے جو اور ملکوں میں جاری تھا کچھ زیادہ نہیں کہا جا سکتا۔

ہم نے دو محققین یورپ کے اقوال غلامی کے متعلق لکھ کر بہت سے ان اعتراضات کا جواب دیا ہے جو اسلام کی غلامی پر کئے گئے ہیں۔ اب ہم مختصر خاکہ اسلامی احکام کا پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ جتنا عظیم الشان اصلاحی قدم اسلام نے اس بارہ میں اٹھایا ہے وہ عالم بھر کے قوانین میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔

رسولؐ خدا فرماتے ہیں کہ: جو شخص بندۂ مومن کو آزاد کر دے خداوند کریم اس کے ہر عضو کے عوض میں آزاد کنندہ کا ایک عضو آتش دوزخ سے آزاد کر دے گا اور اگر عورت آزاد کئے تو بعوض دو عضو کے ایک عضو اس کا آزاد ہوگا۔

قرآن مجید میں بیسیوں جگہ ''فک رقبہ'' آیا ہے۔ اسیران جنگ کی نسبت بھی یہی وارد ہے۔ ''**فاما منا بعد واما فداءً**'' اسیری کے بعد یا تو احسان کر کے چھوڑ دیا جائے یا قدرت پا کر کفاروں میں لونڈی غلام کو آزاد کرنا مقدم رکھے اور ان کی ہر طرح کی آزادی کا خیال رکھے۔ قانوناً یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی لونڈی یا غلام میں اس کے باپ اور اجداد یا بیٹا یا بیٹی اور اس کی اولادیں غلامی یا کنیزی میں آجائیں تو وہ سب کے سب آزاد ہو جائیں گی۔ معلوم ہوا کہ اسلام میں غلام ایسی قوت و شوکت رکھتے تھے کہ غلام بھی کنیز و غلام حاصل کر سکتے تھے۔ یہ بھی قانوناً حکم ہے کہ اگر غلام و کنیز زر معاوضہ دیں یا منظور کر لیں کہ آئندہ محنت و مزدوری سے وہ قیمت ادا کر دیں گے تو آزاد کئے جائیں۔ اور مذہباً یہ قاعدہ ہے کہ کوئی شخص روزہ توڑ ڈالے تو کفارہ میں غلام آزاد کرے یا نذر شرعی ایفا نہ کرے تب بھی غلام آزاد کیا جائے یہ تدبیریں تھیں جو موجودہ غلامی کی موقوفی کے واسطہ سے کی گئیں۔

اللہ اللہ۔ کیا احسان خداوندی ہے کہ شریعت نے بہت سے تکالیف کو غلام سے اٹھا لیا ہے۔ نماز جمعہ، نماز عیدین، نماز جماعت، حج اور جہاد اور نیز دیگر مستحبات کو غلام و کنیز پر سے ساقط کر دیا ہے۔

غلام کے حقوق

رسولؐ خدا نے اپنی پیاری بیٹی جناب سیدہ سے فرمایا: ''ایک روز گھر کا کام اے نور دیدہ تم کیا کرو اور فضّہ سے کام نہ لیا کرو، دوسرے روز تم راحت لو اور فضّہ سے کام لیا کرو۔ جو تم کھاؤ کنیز کو بھی کھلاؤ اور جو تم پہنو وہ کنیز کو بھی پہناؤ۔''

جناب امیرؑ کی یہ حالت کہ ایک روز بازار سے دو پیراہن خرید فرمائے۔ ایک تین درہم کا دوسرا دو درہم کا اور اپنے غلام قنبر سے فرمایا جو تین درہم کا پیراہن ہے تم پہنو اور دو درہم والا میرے واسطے چھوڑ دو۔''

قنبر: ''مولا جو زاید قیمت کا پیراہن ہے وہ آپ پہنیں کیونکہ آپ منبر پر بیٹھتے ہیں اور خطبہ دیتے ہیں۔''

امام۔: ''اے قنبر تم جوان ہو تم کو اچھے کپڑے کی خواہش ہوگی۔ میں خدا سے شرم کرتا ہوں کہ اپنے کپڑے تم سے بہتر رکھوں۔ میں نے رسولؐ خدا سے سنا ہے وہ فرماتے تھے جو تم

کھاؤ غلام کو بھی کھلاؤ اور جو تم پہنو اپنے غلام کو پہناؤ۔''

جناب امیر فرماتے ہیں: ''غلام کا تجھ پر یہ حق ہے۔ تو یہ سمجھ لے کہ خدا نے مثل تیرے ہی اس کو پیدا کیا ہے۔ اور اپنے کنیز و غلام کو یہ سمجھ کر کہ مثل تیرے وہ بھی تیرے باپ کا بیٹا ہے اور تیری ماں کا فرزند ہے (یعنی مثل بھائی) اور یہ سمجھ لے کہ غلام تیرا خون اور تیرا گوشت ہے (یعنی مثل فرزند) اور یہ سمجھ لے کہ تو اس کے گوشت پوست کا مالک نہیں ہے۔

نہ تو نے بنایا کہ جس طرح سے چاہے اپنی کاری گری سمجھ کر تصرف کر ڈالے بلکہ اس کا خالق بھی خدا ہے۔

تو نے اس کا کوئی عضو نہیں بنایا ہے۔ نہ اس پر گھمنڈ کر کہ تو نے اس کو رزق دیا ہے بلکہ خدا ہی نے اس کو بھی رزق دیا ہے مگر اتنا ضرور ہے کہ تیرے ہاتھ سے اس کو دلاتا ہے تو اسی کا تو یہ عوض ہے کہ خدا نے اس کو تیرا مطیع کیا ہے اور تیرے ہاتھ میں امانت کے طور پر سپرد کیا ہے۔ تو خدا کی امانت کی حفاظت کر اور بہتری کا خواہاں رہ۔ اور اس کے ساتھ ایسی نیکی و احسان کرتا رہ کہ اگر وہ تیری کوئی تقصیر کرے تو عفو کر اور خلق خدا کو آزار نہ پہنچا۔''

اسلامی عفو کی انتہائی مثال!

امام زین العابدین ؑ کے یہاں مہمانی ہو رہی ہے۔ غلام ایک بھرا ہوا خوان کھانے کا لاتا ہے آپ کا صغیر السن بچہ پہلو میں بیٹھا ہے خوان غلام کے ہاتھ سے چھوٹ کر گرتا ہے۔ بچہ دب کر مر جاتا ہے۔ غلام کی اس وقت جو حالت بھی نہ ہو وہ کم ہے۔ امام کی نظر غلام کے لرزاں دست و پا پر پڑ گئی۔ غلام قرآنی حکم یاد دلاتا ہے۔'' غلطیوں کے فرو کرنے والے، ''الکاظمین الغیظ''۔

آپ فوراً جواب دیتے ہیں: ''میں نے غیظ وغضب کو پی لیا۔'' پھر عرض کرتا ہے: ''اور بخش دینے والے لوگوں کے۔'' آپ فرماتے ہیں: ''جا تجھ کو بخش دیا۔'' پھر عرض کرتا ہے: ''اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔'' آپ فرماتے ہیں: ''جا تجھ کو راہ خدا میں آزاد کیا۔'' عالم میں اس سے بہتر عفو کی کوئی نظیر تاریخ پیش کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

غلاموں سے مساوات

اسلام میں مالک و غلام میں کچھ فرق نہیں ہوتا دو لڑکے خدمت امیر المومنین ؑ میں حاضر ہوتے ہیں ہر ایک ان میں سے مدعی ہے کہ دوسرا غلام ہے اور میں آقا ہوں۔ وہ دونوں ایسی حالت میں تھے کہ قطعی امتیاز نہ تھا کہ مالک کون ہے اور غلام کون ہے۔

خود رسولؐ خدا کی غلام نوازی کو دیکھو وقت وفات لشکر آراستہ فرما کر اسامہ غلام زادے کو (تمام ان اصحاب پر جو بعد وفات رسولؐ خدا کے خلیفہ وقت ہونے والے تھے اور رسولؐ خدا کے سُسرے بھی تھے) سردار لشکر معین فرما کر لعنت فرمائی ان لوگوں پر جو اس لشکر اور مہم سے منہ موڑے۔

اسلام کی غلامی دیگر اقوام کی آزادی سے کہیں بہتر ہے۔ اور اگر غلام پر اعتراض کسی کو ہے تو وہ اس کو مبارک ہو۔ گاڈ فری ہنگس لا وغیرہ کا یہ کہنا کہ صاف الفاظ میں رسولؐ خدا کو غلام بنانے کی ممانعت صریحی الفاظ میں کرنا تھی۔ انھوں نے فقہ و حدیث کی کتابیں نہیں دیکھیں ورنہ وہ یہ نہ کہتے۔ ان کو معلوم کرنا چاہئے کہ اسلام میں صاف و صریح حکم ہے۔ بجز کفار حربی کے

غلام کسی کونہیں بنا سکتے ہو۔نصاریٰ مجوس اور وہ کفار جن کی حمایت وحفاظت کا مسلمان ذمہ لے لیں یہ اس وقت تک لونڈی وغلام نہیں بنائے جا سکتے جب تک مسلمانوں سے برسر جنگ نہ ہوں۔اور مسلمان تو کسی کافر کا غلام وکنیز ہو ہی نہیں سکتا۔

اور نہ غلام بن سکتا ہے جو دارالحرب سے نہ لایا گیا ہو، اور ایسے غلام جو دارالحرب سے لائے گئے ہوں وہ بھی اگر اندھے، کوڑھی، لنجے ہو جائیں تو وہ بھی حکماً آزاد کردیئے جاتے ہیں یا ظالم مالک کسی غلام کے دست وپا کاٹ ڈالے تو وہ غلام بھی آزاد ہو جاتا ہے یا وارث عوض دے دے تب بھی آزاد ہو جاتا ہے۔اب بتاؤ کہ جب اس موجودہ تمدن میں جو بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں ہیں ان کے قیدی اور اسیروں کی کیا حالت ہے۔کون سلطنت ایسا کرتی ہے کہ فوجی اسیروں کو گرفتار نہ کرے اور تباہی افواج کا اور تاوان جنگ وصول نہ کرلے۔ اسلام میں تیرہ سو سال پیشتر یہی رواج تھا اور اس اسیری کا نام غلامی تھا اس سے زاید غلامی کی اور ممانعت کیونکر کی جاتی۔

دیکھو وہ اسیر اسلام کے جو اندھے اور کوڑھی اور لنجے ہو جائیں ان کی اعانت وامداد آزادی کے بعد بھی اسلام میں اس طرح سے کی جاتی ہے کہ علی وفاطمہ وحسنین ؑ اور جناب فضّہ روزے رکھ لیتے ہیں اور اسیر کے سوال کرنے پر اپنے اپنے سامنے کا کھانا اٹھا دیتے ہیں۔

اسلام نے بے شک انتہائی جدوجہد سے غلامی کو روکا اور جتنا بھر جائز رکھا وہ صرف اسی حد پر کہ جنگ کے اسیروں کو تبادلہ اور عوض میں چھوڑ دیں تاریخ میں وہ کون سی شہادت ہے جس میں مسلمانوں نے عوض اور تبادلہ میں بھی اسیران جنگ کو واپس کر دینے سے انکار کر دیا۔

اور خرید بھی انہیں غلام وکنیز کی ہے جو دارالحرب سے لائے گئے ہیں اس میں بھی جنگ کی مصلحت تھی اور اس سے زائد ایک تبلیغی مفاد بھی متصور تھا، وہ مشرکین جو اسیر ہو کر آئیں مسلمانوں کے حسن اخلاق اور بہترین تمدن واعلیٰ ترین افادات مذہبی اور اصول مذہبی سے کافی معلومات حاصل کرکے اپنے اپنے ملکوں، اپنے اپنے قبائل میں اسلام کی ترجمانی کریں۔

چنانچہ علم رجال کے دیکھنے والے اس امر کے اعتراف کرنے پر مجبور ہوں گے کہ اسلامی غلام اور غلام زادے کتنے بڑے بڑے عالم، واعظ، مورخ اور ادیب ہوئے ہیں حتیٰ کہ سپہ سالار فوج اور شاہ وشہر یار تک ہوئے یہ اسلامی تعلیم کا فیض تھا، جس کی نظیر دوسرے مذہب میں نہیں ہے۔

اللہ اللہ یہ ہے غلام نوازی اسلام کی کہ جس طرح سے آقا اور مالک مولیٰ کہا جاتا ہے اسی طرح سے غلام بھی اور ایک ہی لفظ کو دونوں کے لئے استعمال کرکے بتایا گیا ہے کہ غلام وآقا دونوں مساوی ہیں۔

وہ چند قوانین اسلام کے جو غلام کے لئے بتائے گئے ہیں اور آقا کے حقوق معین ہوئے ہیں وہ بالکل ویسے ہی ہیں جیسے ماں باپ کے حقوق، اولاد کے حقوق، زن وشوہر کے حقوق، ہمسایہ کے حقوق، عزیز واقارب کے حقوق، عام مسلمین کے حقوق، کفار مشرکین کے حقوق، حتیٰ کہ جانوروں کے حقوق، خود انسان پر دست وپا کے حقوق۔غرض کہ اسلام نے جو قوانین بنائے ہیں۔ان میں کسی فرد بشر کو مطلق العنان چھوڑا ہے جو غلام وکنیز کو اس سے مستثنیٰ کیا جاتا اور یہ آزادی کے

کسی طرح سے منافی نہیں ہے جیسا کہ تمہید میں ہم اس مضمون کی جتا آئے ہیں اور آزادی کے معنی خوب اچھی طرح سے سمجھا دیئے ہیں کہ آزادی صرف یہی ہے کہ بہترین قوانین جو اصول فطریہ اور مصالح حکمیہ وسیاسیہ کے مطابق ہوں اور تمدنی معاشرتی ہر قسم کی ترقیوں کے ضامن ہوں ان کا اختیار کرنا اور جبر واستبداد وظلم کی زنجیروں کو توڑنا بس یہی حقیقی آزادی ہے قوانین اسلام کو غلامی کے بارے میں دیکھو جس کا مختصر خاکہ ہم نے پیش کر دیا ہے اس کے بعد اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ غلامی دیگر اقوام کی آزادی سے بہتر ہے یا نہیں؟

اسلام کے چند لونڈی غلاموں کو دیکھو جن پر ہمیشہ ہمیشہ مسلمان آزادوں کی جانیں قربان ہیں۔

جناب فضہؑ

کنیز خاص سیدۂ عالمؑ کی جس معظّمہ نے بیس سال اپنی زبان کو کسی دنیاوی لغت سے آشنا نہیں فرمایا اور جو بات کی قرآن مجید سے کی۔

سعیدہؒ

کنیز امام جعفر صادقؑ جن کے متعلق امام رضا ۔ مدح میں فرماتے ہیں کہ وہ اہل فضل سے تھیں جو امام سے سنتی تھیں وہی لوگوں کو تعلیم فرماتی تھیں اور امام جعفر صادق ۔ خدا سے دعا کرتے تھے کہ جنت میں خدا اس کے ساتھ تزویج فرمادے۔

جناب بلالؓ

صحابی رسولؐ، مؤذن رسولؐ، محدث وثقہ واجب التعظیم شخصیت کے تھے۔

جناب قنبرؒ

غلام امیر المومنینؑ فصحاء عرب وموالی حیدرؑ کرار سے تھے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں تو ایسے فصیح وبلیغ الفاظ میں آپ نے شناخت کرا دیا جو یادگار ہے۔ چند فقرے سنو فرماتے ہیں:

''انا مولیٰ من ضرب سبقین وھاجر الھجرتین ولم یکفر طرفۃ عین انا مولی صالح المومنین وارث النبیین وخیر الوصیین واکبر المسلمین ویعسوب المومنین ونور المجاھدین ورئیس البکائین وزین العابدین وسراج الماضین وضوء القائمین وافضل القانتین ولسان رسول اللّٰہ رب العالمین واول المومنین من اٰل یٰسین۔'' الخ

جناب جون

غلام جناب ابوذرؓ شہید راہِ خدا، قتیل کربلا جن کی نعش مبارک پر امام حسین ۔ نے تشریف لا کر دعا فرمائی:

''خداوندا میرے اس فدائی اور عاشق کو اپنے گروہ ابرار میں محشور فرما اور ہمارے ساتھ شامل کر، اس کے چہرے کو نورانی بنادے، اور ہماری خوشبو اس کے جسم میں پیدا کر دے۔''

یہ چند نمونے فخر اسلام کنیز وغلام کے دیکھو اور اسلام کے غلاموں کا دوسرے اقوام کے آزادوں سے مقابلہ کرو۔ ''وباللہ توفیق''

